سلام

درحالِ علی النقی علیہ السلام

اہلِ عزاء پہ آج مُصیبت کا روز ہے
دسویں اِمامؑ کی یہ شہادت کا روز ہے

لاشے پہ بین کرتی ہے رو رو کے فاطمہؑ
یا رب یہ میری آلؑ پہ غُربت کا روز ہے

سوجھا ہُوا ہے جسمِ مُبارک امامؑ کا
مولا کے واسطے یہ اذیّت کا روز ہے

ظالم نے قتل کردیا دسویں امامؑ کو
آلِ عبؑا پہ آج مُصیبت کا روز ہے

مِثلِ حسنؑ تڑپتے ہیں مولا زمین پر
زہرِ ستم شدید ہے شِدّت کا روز ہے

اہلِ حرم سے کہتے ہیں معصوم الوداع
مولا نقیؑ کی دہر سے رخصت کا روز ہے

رضوی جو یاد آتی ہے عابدؑ کی بیکسی
مولا تڑپ رہے ہیں قیامت کا روز ہے

www.emarsiya.com

مرثیہ

درحالِ حضرتِ عباس علیہ السلام

رُخصت ہے شہؑ والا سے عباسِؑ جری کی   رُخصت کی ہے یہ ایک گھڑی ایک صدی کی
بھائی سے جدائی ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کی   اب ٹوٹنے والی ہے کمر سبطِ نبیؐ کی
کس طرح سے رُخصت کیا شیدائی کو شہؑ نے
بیٹے کی طرح پالا تھا جس بھائی کو شہؑ نے

یہ ذکر اِدھر تھا کہ سکینہؑ چلی آئی   اک سوکھی ہوئی مشک یہ کہتی ہوئی لائی
ہے تیسرا دن آج چچا جان دُہائی   پانی کی جو اک بوند بھی میں نے نہیں پائی
آنکھوں میں اَندھیرا ہے سُجھائی نہیں دیتا
وہ تشنہ دہانی ہے دِکھائی نہیں دیتا

ہیں خشک مرے لب تو نقاہت ہے بدن میں   اور صبح سے اینٹھی ہے زباں میرے دہن میں
بڑھتا ہی چلا جاتا ہے رَعشہ مرے تن میں   یہ پیاس کا عالم ہے کہ لکنت ہے سخن میں
پیاسی ہوں کچھ ایسی کہ سنبھلتی نہیں اِسدم
عمو مری آواز نکلتی نہیں اِسدم

یہ سُن کے جری نے کہا بی بی ترے قرباں   اَحوال پہ تیرے ترا عمو ہے پشیماں
پانی کی جو ہو چاہ تو رُخصت کرو اِس آن   لے آئینگے پانی ابھی آقا جو کہے ہاں

سر تا بہ قدم خوں میں نہا جائینگے بی بی
پانی کے لئے ہاتھ بھی کٹوائینگے بی بی

القصّہ گئے نہر پہ عباسِؑ دِلاور   ساحل کی ہوا سے لگے دل پر کئی نشتر
پانی پہ نظر آیا رُخِ دُخترِ سرورؑ   پانی بھرا مشکیزے میں دیکھا سوئے لشکر

اَفواج کا ساحل پہ سمندر ہوا یکجا
جو خوف سے بھاگا تھا وہ لشکر ہوا یکجا

تنہا ہے جری اور ہیں بے پیر ہزاروں   ہے عقدہ کشا ایک گرہ گیر ہزاروں
تیغ و تبر و نیزہ و شمشیر ہزاروں   عباسِؑ دلاور پہ چلے تیر ہزاروں

حیدرؑ کی وفاؤں کا ثمر بن گئے عباسؑ
مشکیزہ بچانے کو سِپر بن گئے عباسؑ

لے کر جو ترائی سے چلے دیں کی نشانی   تھے مکر کی تدبیر میں سب دُشمنِ جانی
اُس مکر سے بے دست ہوا جعفرِ ثانی   مشکیزے پہ اک تیر لگا بہہ گیا پانی

ہاتف نے کہا شہؑ کے مددگار کے شانے
کاٹے گئے دریا پہ علمدارؑ کے شانے

www.emarsiya.com

جُرّت جو نہ کر سکتے تھے وہ سامنے آئے   عباسِؑ علمدار کو نیزے بھی لگائے
غازی سے یہ کہتے تھے کہ تلوار چلائے   فرزندِ یداللہ تھا سر اپنا جھکائے

کیا گھاؤ تھے دل پر خلفِ شاہِ زماں کے
تلوار سے گہرے تھے بہت زخم زباں کے

غازی کا بدن زخموں سے مجروح تھا سارا   جو حال تھا کہنے کا زباں کو نہیں یارا
تھا پشتِ فرس پر اَسد اللہ کا پیارا   لہرا کے فضاؤں میں لعیں گُرز جو مارا

سر گُرز سے دو نیم تھا بازو بھی کٹے تھے
اک آنکھ میں تھا تیر جو گھوڑے سے گرے تھے

دریا کی طرف ٹھوکریں کھاتے چلے شبیرؑ   تھی ساتھ میں پیغمبرؐ اِسلام کی تصویر
رونے پہ شہِ والا کے ہنسنے لگے بے پیر   لاشے پہ جو پہنچے تو کہا ہائے ری تقدیر

تنہائی میں بھائی کی کمر توڑ گئے ہو
اِس عالمِ غربت میں مجھے چھوڑ گئے ہو

سینے پہ چڑھیگا مرے اَب شمرِ ستمگر   کٹ جائیگا کچھ دیر میں اب تن سے مرا سر
دِکھلائیگی یہ شام کئی درد کے منظر   چھن جائیگی اب زینبؑ و کلثومؑ کی چادر

اَسباب بھی لُٹ جائیگا خیمے بھی جلیں گے
معصوم سکینہؑ کو طمانچے بھی لگیں گے

رضویؔ ابھی کہتے تھے یہ رو کر شہِ ذیشاں   ہمکو کبھی سردار کہا اور کبھی سُلطاں
اک بار ہمیں بھائی پکارو تو میں قرباں   بھائی جو کہا شاہؑ کو غازی ہوا بے جاں
یہ منزلِ دُشوار بھی سر کر گئے عباسؑ
سر زانوئے شبیرؑ پہ تھا مر گئے عباسؑ

مرثیہ

دَر حالِ امام محمد باقر علیہ السلام

لکھا ہے جب شہادتِ باقر ہوئی عیاں   دولت سرا میں خاک اُڑاتی تھیں بیبیاں
رُخصت جو ہو رہے تھے شہنشاہِ اِنس و جاں   کرب و بلا کی یاد میں کرتے رہے فغاں
مصروف ہر نَفَس رہے فریاد و آہ میں
شامِ غریباں کے رہے منظر نگاہ میں

دادا کا سر جو نیزے پہ دیکھا ہے پہلی بار   قلب حزیں کو آیا نہیں ایک پل قرار
خیمے جلانے آئی جو فوجِ ستم شعار   عباسؑ یاد آگئے دل ہوگیا فگار
اَسباب لُٹ رہا تھا سہارا کوئی نہ تھا
سیدانیوں کا پوچھنے والا کوئی نہ تھا

کم سِن تھے پر یہ رنج و محن دیکھتے رہے   لُٹتا ہوا نبیؐ کا چمن دیکھتے رہے
اعدا کے ظلم شاہِ زمنؑ دیکھتے رہے   زینبؑ کے بازوؤں میں رَسن دیکھتے رہے
یہ غم نہ مِٹ سکا کبھی دل سے امامؑ کے
منظر نظر میں رہ گئے بازارِ شام کے

www.emarsiya.com